بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الوعظ والتذکیر

سلسلۂ اِشاعت: (۲۵)

عظمتِ صحابہ واہلِ بیت رضی اللہ عنہم

خطاب:

حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصورپوری

اُستاذِ حدیث ونائب مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

جمع وضبط:

اُم محمد سلمہا (بنت محمد سلمان منصورپوری)

ذاکرنگر نئی دہلی

ناشر

المركز العلمي للنشر والتحقيق

لال باغ مرادآباد

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ. [الذّٰريٰت: ٥٥]

(اور مسلسل نصیحت فرماتے رہئے؛ کیوں کہ نصیحت ایمان والوں کو نفع دیتی ہے)

كتاب الوعظ والتذكير

سلسلۂ اِشاعت: (۲۵)

- موضوعِ خطاب : عظمتِ صحابہ واہل بیت
- خطاب : حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری
- مقام وتاریخ : اصلاحی جلسہ پیر غیب مراد آباد (۳۰؍ستمبر ۲۰۱۷ء بروز ہفتہ)
  جلسہ شہدائے اسلام اِحاطہ شوکت علی دار المبلغین لکھنؤ
  ۱۱؍محرم الحرام ۱۴۳۹ھ مطابق یکم اکتوبر ۲۰۱۷ء بروز اتوار
- دورانیہ : ایک گھنٹہ تقریباً
- جمع وضبط : اُم محمد سلمہا (بنت محمد سلمان منصور پوری) ذاکر نگر نئی دہلی

- آڈیو بیانات سننے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ ملاحظہ کریں:

www.attablig.com/MUFTI-SALMAN

(مولوی محمد جنید پٹیل، جامعہ حقانیہ کٹھور، گجرات)

- الحمد للہ ہر اتوار کو رات میں ۱۰ ؍بجے ''التذکیر یوٹیوب چینل'' پر ''درسِ قرآن'' اور ''دینی رہنمائی'' کا پروگرام نشر کیا جاتا ہے، لنک درج ذیل ہے:

www.youtube.com/c/ALTAZKEER

(مفتی سید محمد ابوبکر صدیق منصور پوری **8791034667**)

الـحمد للّٰه نحمدهٗ ونستعينهٗ ونستغفرهٗ ونؤمن بهٖ ونتوكّل عليه، ونعوذ باللّٰه مـن شـرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده اللّٰه فلا مضل لهٗ، ومن يضلل فلا هـادي لهٗ، ونشهد أن لا إلٰه إلا اللّٰه وحده لا شريك لهٗ، ونشهد أن سيدنا وحبيبنا وسـنـدنـا وشـفيعنا وإمامنا ومولانا محمدًا عبده ورسوله، صلى اللّٰه تبارك وتعالىٰ عليه وعلىٰ آلهٖ وأصحابهٖ وذرياتهٖ وبارك وسلّم تسليمًا كثيرًا كثيرًا،

أمـا بـعـد! فـقـد قـال رسـول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم: اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ أَصْحَابِيْ، لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِيْ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِيْ، وَمَنْ اٰذَانِيْ فَقَدْ اٰذَى اللّٰهَ، وَمَنْ اٰذَى اللّٰهَ فَيُوْشِكُ اللّٰهُ أَنْ يَأْخُذَهٗ". (سنن الترمذي / أبواب المناقب ٢٢٥/٢ رقم: ٣٨٦٢، صحيح ابن حبان رقم: ٧٢٥٦)

محترم بھائیو اور بزرگو!

اِنسان کی فطرت ہے کہ جب اُسے کسی سے تعلق ہوتا ہے تو اُس کی اَولاد اور متعلقین سے بھی قدرتی طور پر اُنسیت اور محبت ہو جاتی ہے۔

اور اِس کائنات میں ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بڑی محبوب شخصیت سرورِ عالم سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

اور جس مسلمان کو بھی پیغمبر علیہ السلام سے محبت ہے، اُس کے دل میں حضور کی آل و اَولاد اور قریبی رفقاء اور صحابہؓ سے بھی ضرور محبت ہوگی۔

اِس اعتبار سے درجہ بدرجہ جو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضور کے قریب اور معتمد رہے ہیں، اُن سب سے ہمیں تعلق اور محبت کا اظہار کرنا چاہئے، یہی دینی حمیت کا تقاضا ہے۔

خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

ہمارا یہ ماننا ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت میں سب سے زیادہ عظمت جن کو حاصل ہے وہ خلیفہ اول، راز دارِ نبوت، یارِ غار، سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذاتِ عالی ہے۔

ایک موقع پر پیغمبر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ: ''حضور! آپ کو سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟'' پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ: ''عائشہ سے''۔ (جو اَزواجِ مطہرات میں آپ کی سب سے زیادہ چہیتی زوجہ ہیں)

اُن صحابی نے پوچھا کہ میں تو مردوں کے بارے میں پوچھنا چاہ رہا تھا، یعنی مردوں میں آپ کے سب سے زیادہ محبوب کون ہیں؟

تو پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا: "أَبُوْهَا". (صحيح البخاري / كتاب فضائل أصحاب النبي ٥١٧/١ رقم: ٣٦٦٢) (یعنی عائشہ کے والد محترم (حضرت ابوبکر صدیقؓ)

گویا کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں مردوں میں سب سے زیادہ محبوب اور قابل اعتماد شخصیت سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تھی۔

آپ کے بارے میں خود پیغمبر علیہ السلام کا یہ اِرشاد معروف ہے: لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلاً غَيْرَ رَبِّيْ لاَ اتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيْلاً. (صحيح البخاري / كتاب فضائل أصحاب النبي ۵۱٦/۱ رقم: ٣٦٥٤) (یعنی اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ میں کسی اور کو جگری اور سچا دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا)

نیز حضور اکرم علیہ السلام نے اِرشاد فرمایا کہ ''جب بھی میں نے کسی کے سامنے اِسلام پیش کیا، تو اُس نے کچھ نہ کچھ تأمل ضرور کیا سوائے ابوبکر کے؛ کہ اُنہوں نے بغیر کسی توقف کے فوراً اِسلام قبول کرنے کے لئے ہاتھ بڑھادیا اور پھر زندگی بھر اُس پر قائم رہے''۔(الصواعق المحرقۃ ۱۱۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ ''میں نے دنیا میں ہر محسن کا حق اَدا کردیا، سوائے ابوبکر کے، انہوں نے میرے ساتھ جو احسانات کئے ہیں، اللہ ہی اُن کا بدلہ قیامت میں عطا فرمائیں گے''۔(مشکوٰۃ شریف ۵۵۵/۲)

نیز پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا: ''أَرْحَمُ أُمَّتِيْ بِأُمَّتِيْ أَبُوْبَكْرٍ''. (سنن الترمذي / أبواب المناقب ۲۱۹/۲ رقم: ۳۷۹۰) (یعنی میری اُمت میں سب سے زیادہ رحم دل ابوبکر ہیں)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ''ہمارے درمیان اس معاملہ میں کوئی شک نہیں تھا کہ حضور کے بعد اِس امت میں سب سے افضل شخصیت سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے''۔(مستفاد: بخاری شریف ۵۱۶/۱ حدیث: ۳۶۵۵، مشکوٰۃ شریف ۵۵۵/۲، الصواعق المحرقۃ ۱۰۲ لابن حجر الہیثمی)

خود پیغمبر علیہ السلام نے اپنے بعد اُن کی خلافت کی طرف اُمت کی رہنمائی فرمادی تھی، وہ اِس طرح کہ ۹ھ ہجری میں حج کے موقع پر آپ کو ''اَمیر الحج'' بناکر روانہ فرمایا۔(الروض الانف ۳۱۸/۴، زادالمعاد مکمل ص: ٦٨٧)

اور دوسرے یہ کہ مرض الوفات میں باصرار مسجد نبوی میں اپنے مصلے پر نماز پڑھانے کا آپ کو حکم دیا۔(مسلم شریف ۱۷۸/۱)

چناں چہ آپ نے پیغمبر علیہ السلام کی حیاتِ مقدسہ میں ۱۷ نمازیں پڑھائیں۔

یہ واضح اِشارہ تھا کہ جس طرح مذکورہ دونوں اجتماعی عبادات میں پیغمبر علیہ السلام کی حیات میں آپ نے نیابت فرمائی۔ اِسی طرح پیغمبر علیہ السلام کے پردہ فرمانے کے بعد آپ ہی خلافت واِمامت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

اِس اعتبار سے ہمیں آپ کی ذاتِ عالی سے سچی عقیدت ومحبت ہونا لازم ہے۔

خلیفہ ثانی اَمیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

اُس کے بعد اُمت میں دوسرا مرتبہ خلیفہ ثانی امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ہے۔

جن کے بارے میں خود پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ: ''لَوْ کَانَ نَبِيٌّ بَعْدِيْ لَکَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ''. (سنن الترمذي / أبواب المناقب ٢٠٩/٢ رقم: ٣٦٨٦) (یعنی اگر میرے بعد نبوت جاری ہوتی تو عمر نبی بنائے جاتے)

نیز آپ نے فرمایا: ''عمر! تمہارا حال یہ ہے کہ تم اگر کسی گلی سے گذر جاتے ہو تو شیطان کنی کاٹ کر دوسری گلی میں چلا جاتا ہے''۔ (بخاری شریف/ کتاب بدأ الخلق ٤٥٦/١ حدیث: ٣٢٩٤)

یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حق نوازی کا رعب ایسا ہے کہ شیطان کو آپ کا سامنا کرنے کی تاب نہیں ہے۔

قرآنِ پاک کی کئی آیتیں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مشورے کے موافق نازل ہوئیں، یعنی جو اُنہوں نے مشورہ دیا تھا اُسی کے موافق اللہ کا حکم نازل ہوا۔

اور پیغمبر علیہ السلام نے آپ کے بارے میں فرمایا: ''إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلیٰ لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ''. (سنن الترمذي / أبواب المناقب ٢٠٩/٢ حديث: ٣٦٨٢) (یعنی اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق بات کا اِلقا فرمایا ہے)

اور آپ کی ایک بڑی فضیلت یہ ہے کہ خود پیغمبر علیہ السلام نے نام لے کر اُن کے اِیمان لانے کی دعا فرمائی تھی، جو قبول ہوئی، جس سے اہلِ اِیمان کو بھرپور تقویت اور تائید حاصل ہوئی۔

(الصواعق المحرقہ ۱۳۸، ترمذی شریف/ ابواب المناقب ۲/ ۲۰۹)

خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ خلافت کے منصب پر فائز ہوئے، اور آپ کا ۱۰ رسالہ دورِ خلافت اسلامی تاریخ کا سنہرا دور کہلائے جانے کے لائق ہے۔ آپ نے حسن انتظام اور عدل وانصاف کا ایسا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا کہ اُس کی نظیر ملنی مشکل ہے؛ تا آں کہ ایک مجوسی غلام ''ابولؤلؤ'' نے اَواخر ذی الحجہ ۲۳ رہجری میں نماز فجر کے وقت خاص مسجد نبوی میں آپ پر قاتلانہ حملہ کیا، جس سے آپ شدید زخمی ہوگئے، اور چند روز باحیات رہ کر محرم کی پہلی تاریخ کو جامِ شہادت نوش فرمایا۔ بلاشبہ یہ جانکاہ حادثہ اُمت کے لئے انتہائی اَلمناک تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔ (البدایہ والنہایہ ۷/ ۱۴۸ دارالمعرفہ بیروت)

سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر پیغمبر علیہ السلام کا کامل اعتماد

بہت سی اَحادیث میں یہ مضمون وارد ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُمت کو تاکید فرمائی کہ وہ حضور کی وفات کے بعد بالخصوص حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی پیروی کریں۔ (ترمذی شریف، ابواب المناقب/ مناقب ابی بکر الصدیق ۲/ ۲۰۷)

حضرت عبداللہ ابن حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر فرمایا کہ: ''یہ دونوں میرے آنکھ اور کان ہیں''۔ (یعنی خاص معاون ہیں) (ترمذی شریف/ ابواب المناقب ۲/ ۲۰۸، الصواعق المحرقہ ۱۱۸)

متعدد روایات میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا نام پیغمبر علیہ السلام کے نام کے ساتھ اِس طرح مذکور ہے، گویا وہ بالکل ہم دم اور ہم راز ہوں، اِسی لئے ان دونوں حضرات کو پیغمبر علیہ السلام کا وزیر اور خصوصی مشیر ومعاون کہا جاتا ہے، جو بلاشبہ اُن کی عظمت کی دلیل ہے۔

خلیفہ ثالث سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

اس کے بعد تیسرے نمبر پر خلیفہ ثالث امیر المؤمنین سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

ہیں، اُن کے بارے میں پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ: ''**لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ فِيْ الْجَنَّةِ وَرَفِيْقِيْ فِيْهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ**''. (سنن الترمذي، أبواب المناقب / مناقب عثمان بن عفانؓ ۲۱۰/۲ رقم: ۳٦۹۸) (یعنی ہر نبی کا جنت میں رفیق ہے، اور میرے رفیق جنت میں عثمان بن عفان ہیں)

نیز فرمایا کہ: ''**وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ**''. (سنن الترمذي / أبواب المناقب ۲۱۹/۲ رقم: ۳۷۹۱) (یعنی اِس اُمت میں سب سے باحیا اور شرم وحیا کے پیکر عثمان ابن عفان ہیں)

غزوۂ تبوک کے موقع پر تعاون کی سخت ضرورت تھی، سفر طویل تھا، اور ۳۰ ر ہزار کا لشکر تھا، اُن کے لئے سواریوں اور زادِ راہ کا انتظام کرنا تھا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپیل پر سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مثالی قربانی کا ثبوت دیتے ہوئے ۳۰۰ ر اُونٹ مع ساز وسامان صدقہ فرمائے، اور پھر ایک ہزار اشرفیاں لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور انہیں آپ کی گود میں ڈال دیا۔

راوی کہتا ہے کہ وہ اشرفیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دستِ مبارک سے الٹتے پلٹتے جاتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ: ''**مَا ضَرَّ ابْنَ عَفَّانَ مَا فَعَلَ بَعْدَ هٰذَا**''. (سنن الترمذي / أبواب المناقب ۲۱۱/۲ رقم: ۳۷۰۱، مكارم الأخلاق ۲٦٦) (آج کے بعد عثمان کچھ بھی کرتے رہیں، اُن کا کچھ نہ بگڑے گا) مطلب یہ ہے کہ اس صدقہ کی قبولیت کی برکت سے انہیں تاحیات کامل خیر کی توفیق نصیب ہوگی۔

پیغمبر علیہ السلام نے دو صاحبزادیاں پے درپے اُن کے نکاح میں دیں۔

ذرا غور فرمائیے! اگر خدانخواستہ کوئی داماد ایسا نکل آئے جو بچی کے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کرے، یا سسر صاحب اُس سے ناراض ہوں، تو ایک مرتبہ بیٹی دینے کے بعد دوسری مرتبہ دینے کا سوال ہی نہیں اُٹھتا۔ اور یہاں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اَولاً ایک صاحب زادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا آپ کے عقد میں دیں، اور اُن کی وفات کے بعد دوسری صاحب زادی حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی آپ ہی سے فرمایا۔ اور جب اُن کی بھی وفات ہوگئی تو فرمایا کہ:

''اگر میری تیسری بیٹی بھی (خالی) ہوتی تو میں اُس کا نکاح بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیتا''۔(مجمع الزوائد ۹/۸۶)

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے پوری طرح راضی ہونے اور اُن پر کمالِ اعتماد کی دلیل ہے۔

بہرحال حضراتِ شیخین رضی اللہ عنہما کے بعد اُمت میں سب افضل ترین شخصیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ہے۔

سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کو خلیفہ بنایا گیا اور تقریباً ۱۲/سال اِس منصب پر برقرار رہ کر ذی الحجہ ۳۵/ہجری میں مدینہ منورہ میں باغیوں کے ذریعہ نہایت مظلومانہ حالت میں شہید کئے گئے۔ آپ کے دورِ خلافت میں اِسلامی مملکت کو بے مثال وسعت حاصل ہوئی۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ

خلیفہ رابع امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ

اور چوتھے خلیفہ راشد، اَمیر المؤمنین، سپہ سالارِ اَعظم، فاتح خیبر سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں، آپ محبِّ رسول بھی ہیں اور محبوبِ رسول بھی ہیں۔

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ خود روایت فرماتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ: ''لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ''. (صحيح مسلم رقم: ۱۳۱) (یعنی علی! تم سے صرف اِیمان والا شخص ہی محبت رکھے گا، اور منافق آدمی ہی تم سے بغض رکھے گا)

تو گویا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات اِیمان کا ایک معیار ہے، جو آپ سے محبت رکھتا ہے وہ مؤمن ہے، اور جو آپ سے عداوت رکھتا ہے وہ منافق ہے۔

نیز پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ: ''مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ''. (سنن الترمذي، أبواب المناقب / مناقب علي بن أبي طالب ۲/۲۱۲ رقم: ۳۷۱۳) (یعنی جس سے میری دوستی ہے، علی سے بھی اُس کی دوستی ہے)

اِس حدیث شریف کی تشریح فرماتے ہوئے مشہور شارح حدیث علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہاں پر''مولیٰ'' سے حاکم یا خلیفہ مراد لینا ہرگز درست نہیں ہے؛ کیوں کہ سید الاولین والآخرین حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مقولہ اپنی حیات میں اِرشاد فرمایا، اور آپ کی حیات میں آپ کے علاوہ امیر اور خلیفہ کا تصور ہی نہ تھا۔ پس اگر''مولیٰ'' کے معنی امیر کے لئے جائیں گے تو یہ جملہ ہی مہمل ہوجائے گا۔ (گویا یہ ترجمہ ہوگا کہ میں جس کا اَمیر ہوں علی بھی اُس کے امیر ہیں، اور یہ معنی حضور کی حیات میں بالکل باطل ہیں) اِس لئے لازمی طور پر''مولیٰ'' سے محبت اور اِسلامی اُخوت ہی کے معنی لئے جائیں گے۔ (تحفۃ الاحوذی شرح سنن الترمذی، مرقاۃ المفاتیح ۱۱؍۲۴۷، شرح الطیبی علی المشکوٰۃ مکمل ۳۸۸۴ حدیث: ۶۰۹۱)

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ بچپن ہی سے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سرپرستی میں پروان چڑھے، صرف آٹھ سال کی عمر میں اسلام لائے اور تاحیات دینِ اِسلام کی خدمت میں لگے رہے، آپ کا شمار اِسلام کی عظیم ترین شخصیات میں ہوتا ہے۔

غزوۂ خیبر کے موقع پر ایک قلعہ فتح نہیں ہورہا تھا، پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:
''کل جھنڈا اُس شخص کو دیا جائے گا جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت رکھتا ہے، اور جو اللہ اور اُس کے رسول کا محبوب ہے، اور اُسی کے ہاتھ پر فتح ہوگی''۔

چناں چہ رات بھر لوگ یہی سوچتے رہے کہ کل جھنڈا کس کو عطا کیا جائے گا؟ جب صبح ہوئی تو سب لوگ جھنڈے کے اُمیدوار بن کر پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ: ''علی بن طالب کہاں ہیں؟'' عرض کیا گیا کہ''حضرت! اُن کی تو آنکھیں دکھنے آرہی ہیں''۔ تو آپ نے فرمایا کہ''اُنہیں بلا کر لاؤ!''۔

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ حاضر ہوئے، تو پیغمبر علیہ السلام نے اپنا لعابِ دہن اُن کی آنکھوں میں لگایا، اور دعا فرمائی، جس سے آنکھوں کی تکلیف دور ہوگئی، اور پھر جھنڈا آپ کے حوالے فرمایا۔ (بخاری شریف، کتاب المغازی/ باب غزوۃ خیبر ۲؍۶۰۵ حدیث: ۴۲۱۰)

گویا اِس طرح آپ کے محبّ اور محبوبِ رسول ہونے کا اعلان فرما دیا۔

آپ کو سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی الم ناک شہادت کے بعد خلیفہ بنایا گیا، اور تقریباً ساڑھے چار سال خلافت پر فائز رہ کر کوفہ میں رمضان ۴۰ ہجری میں ایک بد بخت خارجی ''ابن ملجم'' کے ہاتھوں آپ کی شہادت ہوئی۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ

خلفاء راشدین کے طریقوں کو اختیار کرنے کی تاکید

بہر حال ہمیں چاروں خلفاء راشدین کی عظمت و محبت اپنے دلوں میں بٹھانی ہے، اور اُن کے طریقوں کو اختیار کرنا ہے، یہی راہِ مستقیم ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: کہ: ''عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ، عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ''. (سنن الترمذي رقم: ٢٦٧٦ وغيره) (یعنی میری سنت اور خلفاء راشدین کے بتائے ہوئے طریقوں کو لازم پکڑو، اور اُن پر اپنے دانت گاڑلو)

یہ اُمت کے اعلیٰ ترین افراد ہیں، اُن کا ذکر اور اُن کی عظمتوں کا مذاکرہ ہمارے گھروں اور مجلسوں میں ہوتے رہنا چاہئے۔

خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

اِسی طرح سب اہل بیت اور پورا خانوادۂ نبوت ہماری آنکھوں کا تارہ اور دلوں کی ٹھنڈک ہے، چاہے وہ اَزواجِ مطہرات ہوں یا بناتِ طیبات رضی اللہ عنہن۔ اُن کی سیرت، اُن کے کردار، اور اُن کے کارناموں کو یاد رکھنا چاہئے۔

خاص کر ہماری مائیں بہنیں خاتونِ جنت سیدتنا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنا آئیڈیل اور نمونہ بنائیں۔

آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چہیتی صاحبزادی ہیں، پیغمبر علیہ السلام اُن کے بارے میں فرماتے تھے کہ: ''فاطمہ تو میرے بدن کا ٹکڑا ہیں، جس چیز سے فاطمہ کو تکلیف ہے، اُس سے مجھے بھی تکلیف ہے''۔ (مسلم شریف حدیث: ۲۴۴۹)

آپ سفر میں تشریف لے جاتے تو سب سے اخیر میں سیدتنا حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملتے، اور واپس آتے تو سب سے پہلے اُن کے گھر تشریف لے جاتے؛ تاکہ جدائی کا وقت کم سے کم ہو۔

خاتونِ جنت کا اعزاز

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات میں آپ کے قریب سبھی ازواجِ مطہرات حاضر تھیں، اسی درمیان سیدتنا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں، جن کے چلنے کا انداز ہو بہو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چال کے مشابہ تھا، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو ان کا یہ کہتے ہوئے استقبال کیا: ''مَـرْحَبًـا بِـابْنَتِيْ'' (میری بیٹی کا آنا مبارک ہو) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی بائیں یا دائیں جانب بٹھالیا، اس کے بعد نبی اکرم علیہ السلام نے حضرت فاطمہؓ سے کان میں کچھ سرگوشی کی، جس کو سنتے ہی حضرت فاطمہؓ بہت زیادہ رونے لگیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بے قراری دیکھی تو آپ نے ان سے دوبارہ سرگوشی کی، جس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فوراً ہنس پڑیں (ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں کسی کو غم کے بعد اتنی جلدی خوش ہوتے نہیں دیکھا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ان کو روتا دیکھ کر میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ روکیوں رہی ہیں؟ حالاں کہ پیغمبر علیہ السلام نے تمام اَزواجِ مطہرات کو چھوڑ کر آپ سے سرگوشی کی ہے)

اُس کے بعد جب مجلس ختم ہوئی، تو میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آپ سے پیغمبر علیہ السلام نے کیا سرگوشی کی تھی؟ تو اُنہوں نے جواب دیا کہ میں پیغمبر علیہ السلام کے راز کو ظاہر نہیں کروں گی۔

پھر جب نبی اکرم علیہ السلام کی وفات ہوگئی تو میں نے حضرت فاطمہؓ سے ان پر اپنے حقِ قرابت کا حوالہ دے کر درخواست کی کہ وہ اس دن کی سرگوشی کے بارے میں ضرور بتائیں، تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہاں! اب میں بتاؤں گی، پھر بتانا شروع کیا اور فرمایا کہ: ''جب پہلی مرتبہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سرگوشی کی تو یہ فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر سال میرے ساتھ ایک مرتبہ قرآنِ پاک کا دور فرماتے تھے، اس مرتبہ انہوں نے دو مرتبہ دور فرمایا؛ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ میرے دنیا سے پردہ فرمانے کا وقت قریب آ گیا ہے، اس لئے بیٹی! اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرتی رہنا؛ کیوں کہ میں تمہارے لئے بہتر سلف (آگے جانے والا) ہوں''؟ چناں چہ میں رو پڑی، جیسا کہ آپ نے اس دن دیکھا، پھر جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری بے قراری محسوس کی، تو دوسری مرتبہ سرگوشی کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ ''بیٹی! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہیں تمام مؤمن عورتوں کا یا اس امت کی عورتوں کا سردار بنا دیا جائے''؟ (اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ تمہیں اہلِ جنت کی عورتوں کی سردار بنا دیا جائے؟) یہ سن کر مجھے ہنسی آ گئی، جیسا کہ آپؓ نے اس دن دیکھا۔ (مسلم شریف: ۲۴۵۰، بخاری شریف ۱/۵۱۳ حدیث: ۳۶۲۳، مشکوٰۃ شریف ۵۶۸)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خاتونِ جنت ہونے کا اعزاز محض اس لئے نہیں ملا کہ وہ سید الاولین والآخرین سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی صاحب زادی تھی، اور نہ اس لئے ملا کہ وہ صاحب حسن وجمال تھیں؛ بلکہ ان کی عزت کا اصل سبب اور جوہر وہ خداداد اَخلاقی کردار ہے جس کا اُنہوں نے دنیا کے سامنے عملی نمونہ پیش کیا۔

آپ کتنی باحیا تھیں، اس کا اندازہ اِس سے لگایا جا سکتا ہے کہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور کی مجلس میں ذکر چھڑا کہ کون سی عورت سب سے اچھی ہے؟ لوگوں نے مختلف باتیں عرض کیں، سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے، اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، آپ بتائیے سب سے اچھی عورت کونسی ہے؟ صاحب زادی صاحبہ نے فرمایا ''سب

سے اچھی عورت وہ ہے جس پر کسی غیر مرد کی نظر نہ پڑے، اور نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے''۔

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر بتایا کہ صاحب زادی صاحبہ یوں فرما رہی ہیں، حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا: صَدَقَتْ صَدَقَتْ، فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّيْ (بیٹی نے سچ کہا، بیٹی نے سچ کہا، اور فاطمہ تو میرے بدن کا ٹکڑا ہیں)(معارف القرآن ۲۱۶/۷، نساء فی ظل رسول اللہ عن البز ار وغیرہ ۳۳۶)

لہٰذا ماؤں بہنوں کے لئے اُن کی محبت کے ساتھ ساتھ اُن کے طریقوں پر چلنا بھی لازم ہے، اور جو عورت جنت میں اُن کی معیت چاہتی ہو، اُسے چاہئے کہ اُن کے کردار کو ہمیشہ سامنے رکھے۔

سیدنا حضرت حسن اور سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہما

اِسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے نواسوں سیدنا حضرت حسن اور سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے بھی ہر مسلمان کو سچی محبت ہونی چاہئے، یہ دونوں خانوادۂ نبوت کے چشم و چراغ اور حضور کے گھر کے مہکتے ہوئے پھول ہیں۔

پیغمبر علیہ السلام کو اُن دونوں سے انتہائی محبت تھی۔ ایک مرتبہ ان دونوں کے بارے میں فرمایا: ''هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا''. (صحيح البخاري رقم: ۳۷۵۳) (یعنی یہ دونوں دنیا میں میرے خوشبودار پھول ہیں)

ایک موقع پر دونوں کو اپنی گود میں اُٹھایا، اور فرمایا کہ: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا''. (سنن الترمذي / أبواب المناقب ۲۱۷/۲ رقم: ۳۷۶۹) (اے اللہ! مجھے اِن دونوں سے محبت ہے، آپ بھی اِن دونوں سے محبت فرمائیے، اور جو اِن سے محبت رکھے، اُن سے بھی آپ محبت فرمائیے)

ایک حدیث میں پیغمبر علیہ السلام نے یہ بھی اِرشاد فرمایا: ''وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ''. (یعنی حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں)(ترمذی شریف/ ابواب المناقب ۲۱۷/۲ حدیث: ۳۷۶۸)

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک مرتبہ پیغمبر علیہ السلام کے

ساتھ ایک دعوت میں جارہے تھے، تو راستے میں ایک گلی میں سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کھیلتے ہوئے نظر آئے، تو نبی اکرم علیہ السلام اُنہیں دیکھتے ہی ہاتھ پھیلاتے ہوئے آگے بڑھے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بطور ناز اِدھر اُدھر جانے کی کوشش کی؛ لیکن پیغمبر علیہ السلام نے اُنہیں پکڑ لیا، اور پھر ایک ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے اور دوسرا سر پر رکھ کر اُن کا بوسہ لیا، اور پھر اِرشاد فرمایا: ''حُسَيْنٌ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ''. (سنن ابن ماجة ص: ۱۳ رقم: ۱٤٤) (یعنی حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں (یعنی ہم میں مکمل ہم آہنگی اور اتفاق واتحاد ہے) جو حسین سے محبت کرے گا، اللہ تعالیٰ اُس سے محبت فرمائیں گے، اور حسین نواسوں میں سے ایک عظیم نواسے ہیں)

دیکھئے! کیسا پیارا اور والہانہ انداز ہے؟ تو جن سے نبی اکرم علیہ السلام کو ایسی محبت ہو، ہمیں بھی اُن سے ضرور محبت ہونی چاہئے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہوکر فرمایا: ''أَنَا سِلْمٌ لِمَنْ سَالَمْتُمْ، وَحَرْبٌ لِمَنْ حَارَبْتُمْ''. (سنن ابن ماجة ص: ١٤ رقم: ١٤٥) (یعنی جن سے تمہاری صلح ہے اُن سے میری بھی صلح ہے، اور جن سے تمہاری لڑائی ہے، اُن سے میری بھی لڑائی ہے) یعنی ہر حال میں تمہارے ساتھ ہوں۔

سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا مثالی کردار

سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِشارہ کرکے یہ بشارت سنائی تھی کہ: ''إِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ يُصْلِحُ اللّٰهُ عَلىٰ يَدَيْهِ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ''. (البداية والنهاية ٥/٤٠، سنن الترمذي ٢١٨/٢) (یعنی یہ میرا بیٹا سردار ہے، اور اللہ تعالیٰ اِس کے ذریعہ دو عظیم جماعتوں کے مابین مصالحت فرمائیں گے)

چناں چہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی شہادت کے بعد جب سیدنا حضرت حسن

رضی اللہ عنہ کو اَمیر المؤمنین بنایا گیا، اور حامیوں کی بہت بڑی تعداد آپ کے ساتھ تھی؛ لیکن چھ مہینے ''امیر المؤمنین'' رہنے کے بعد آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح فرمالی، اور خود خلافت سے دست بردار ہو گئے۔

اور اِس موقع پر ایک وقیع خطبہ اِرشاد فرمایا، جو اِنسانی تاریخ کا ایک یادگار خطبہ کہلائے جانے کے لائق ہے۔ آپ نے حمد وثنا اور سرورِ عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کے بعد اِرشاد فرمایا:

''اے لوگو! سب سے بڑی عقل مندی تقویٰ اور پرہیز گاری ہے، اور سب سے بڑی حماقت فسق وفجور ہے، یہ بات آپ لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ میرے نانا جان (جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کو ہدایت سے نوازا، گمراہی اور جہالت سے نکالا اور ذلت کے بعد عزت سے نوازا، اور اہل ایمان کی قلت کو کثرت سے بدل دیا۔ بات یہ ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے میرے اس حق میں نزاع کیا جس میں ان کا کوئی حق نہ تھا؛ (یعنی خلافت کے دعوے دار ہوئے) لیکن میری نظر اُمت کی صلاح اور فتنہ کو فرو کرنے پر ہے، اور آپ لوگوں نے میرے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کر رکھی ہے کہ میں جس سے صلح کروں اس سے آپ کی بھی صلح ہے اور میں جس سے جنگ کروں اس سے آپ کی بھی جنگ ہے، چناں چہ اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کرلوں اور میرے اور ان کے درمیان جو جنگ چل رہی ہے اسے بند کردوں، پس میں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی ہے، اور میرے خیال میں خوں ریزی کے مقابلہ جانوں کی حفاظت زیادہ بہتر ہے، اور میرا منشا صرف آپ حضرات کی بھلائی اور حفاظت ہے، اور میں نہیں جانتا کہ یہ آپ لوگوں کے لئے آزمائش اور تھوڑی دیر برتنے کا موقع ہو''۔ (الصواعق المحرقۃ ۲۱۰)

اس صلح پر اگرچہ آپ کو بہت طعنے سننے پڑے؛ لیکن آپ پورے شرحِ صدر کے ساتھ یہی جواب دیتے رہے کہ: ''میں مسلمانوں کو ذلیل کرنے والا نہیں ہوں؛ بلکہ بات یہ ہے کہ مجھے یہ پسند

نہیں کہ اپنی حکومت کے لئے مسلمانوں کی خوں ریزی کا سبب بنوں''۔

بعض روایات میں ہے کہ آپ کو''عار المؤمنین'' کا طعنہ دیا گیا، تو آپ نے جواب دیا:
''اَلْعَارُ خَیْرٌ مِنَ النَّارِ'' عار (دنیا کی بےعزتی) جہنم سے بہتر ہے۔ (البدایہ والنہایہ ۴/۷۰۴)

لہٰذا اگر ہمیں سیدنا حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت ہے، تو اُس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم حتی الامکان آپس میں اتفاق اور اتحاد قائم رکھیں، اور اُس کے لئے ہر طرح کی قربانی پیش کرنے میں دریغ نہ کریں۔

میرے بھائیو! آج اِس اُمت کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر لڑائیاں ہوتی ہیں اور بول چال بند کردی جاتی ہے۔ اور معمولی اختلاف کی بنیاد پر فرقہ بندیوں اور گروپ بازیوں کا بازار گرم ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے اُمت روز بروز بےوزن ہوتی جارہی ہے۔

سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کردار

اور دوسری طرف سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی زندگی ہے کہ اُنہوں نے ظلم کے خلاف کلمہ حق بلند کیا، اور کسی کے دباؤ میں نہیں آئے، اور اپنی دانست میں غلطی کو روکنے کے لئے حتی الامکان کوشش کی؛ یہاں تک کہ جان کی بھی قربانی دے دی۔

بلاشبہ آپ کی شہادت تاریخ کا ایسا دردناک اور اَلمناک حادثہ ہے جسے کبھی بھلایا نہیں جاسکتا، اور اُس کی کسک ہر مؤمن محسوس کرتا رہا ہے اور کرتا رہے گا، اور جنہوں نے بھی اِس ظلم میں کسی بھی درجہ میں حصہ لیا اُنہیں اُمت نے کبھی قبول نہیں کیا۔

لیکن یہ بات درست نہیں ہے کہ ہم شہادت کے غم میں پڑ کر شرعی حدود کو نظرانداز کردیں، اور جس نوحہ خوانی کو نبی اکرم علیہ السلام نے جاہلیت کا عمل کہہ کر ممنوع قرار دیا تھا، اُس کو عبادت سمجھ کرانجام دیں، یہ سراسر شرعی حکم کی پامالی اور اِرشادِ نبوی کی مخالفت ہے، اِس لئے حادثۂ شہادت پر اَفسوس اور ظالموں سے برأت اپنی جگہ؛ لیکن نوحہ خوانی کے نام پر جو فضولیات دین میں گڑھ لی گئی ہیں، اُن سے ہر مسلمان کو بچنا اور دوسروں کو بچانا لازم اور ضروری ہے۔ (الصواعق المحرقہ ۲۷۸)

اِسی طرح یہ بھی ہرگز درست نہیں ہے کہ ہم بعض صحابہ یا اہل بیت کی محبت کے بہانے سے دوسرے صحابہؓ پر لعن طعن کریں، یا اُن کی شان میں گستاخیاں کریں، کسی بھی محبّ رسول کو یہ باتیں قطعاً زیب نہیں دیتیں۔

حضراتِ گرامی! ہمارا دین قیامت تک باقی رہنے والا دین ہے، اور اِس کی سب بنیادی باتیں معتبر نصوص سے ثابت ہیں، اِس لئے من گھڑت بدعات اور رسومات کے ذریعہ اصل دین کو بدلا نہیں جاسکتا، قیامت تک ایسی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو پائے گی، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''میری اُمت میں ہمیشہ ایک جماعت ایسی ضرور قائم رہے گی جو حق پر ثابت قدم ہوگی، کوئی بھی اُسے قیامت تک ذلیل نہیں کرپائے گا''۔ (بخاری شریف حدیث:۳۶۴۱)

اور ایک روایت میں ہے کہ: ''يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلْفٍ عَدُوْلُهُ، يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيْفَ الْغَالِيْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِيْنَ وَتَاوِيْلَ الْجَاهِلِيْنَ''. (مشكاة المصابيح / كتاب العلم ٣٦ رقم: ٢٤٨، تاريخ دمشق ٣٩/٧) (یعنی بعد میں آنے والے لوگ اپنے سے پہلے کے معتبر اور ثقہ حضرات سے علم حاصل کریں گے، اور پھر غلو کرنے والوں کی تحریفات، باطل فرقوں کی ملمع سازی اور جاہلوں کی تاویلات کی نفی کریں گے)

اِس خدمت کو انجام دینے والی جماعت کی خاص نشانی یہ ہے کہ جماعت تمام ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دل سے قدر کرتی ہے، اور اُن کا احترام دل میں بٹھاتی ہے، ایک ایک صحابی کو اپنی آنکھوں کا تارا اور دل کا نور قرار دیتی ہے، اور کسی بھی صحابی کے بارے میں اَدنیٰ سی بھی بدگمانی روا نہیں رکھتی، یہی فرقہ ناجیہ کی اہم علامت ہے۔

جیسا کہ سرورِ عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹے، اور میری اُمت تہتر فرقوں میں بٹے گی، اُن میں ایک فرقہ ہی پوری طرح کامیاب ہونے والا ہے''۔ پوچھا گیا کہ ''یہ کون سا فرقہ ہے؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ''مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِيْ''. (مشكاة المصابيح ٣٠/١) (یعنی جو میرے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے

طریقے پر قائم ہو، وہی جماعت برحق اور ہدایت یافتہ ہے)

اِس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقوں پر ثابت قدم رہیں، اور بلا کسی امتیاز کے تمام ہی صحابہ کی تعظیم کریں، اور کسی سے ادنیٰ سی بدگمانی بھی نہ رکھیں۔

اکثر جمعہ کے خطبے میں آپ نے یہ حدیث سنی ہوگی کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِرشاد فرمایا: ''اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِيْ أَصْحَابِيْ، لاَ تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِيْ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِيْ، وَمَنْ اٰذَانِيْ فَقَدْ اٰذَى اللّٰهَ، وَمَنْ اٰذَى اللّٰهَ فَيُوْشِكُ اللّٰهُ أَنْ يَّأْخُذَهٗ''. (سنن الترمذي / أبواب المناقب ۲۲۵/۲ رقم: ۳۸٦۲، صحيح ابن حبان رقم: ۷۲۵٦) (یعنی میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، میرے بعد اُن کو نشانہ مت بنانا؛ کیوں کہ اُن سے جو بھی محبت کرتا ہے، وہ میری محبت کی وجہ سے اُن سے محبت کرتا ہے، اور اُن سے جو بغض رکھتا ہے وہ دراَصل مجھ سے بغض کی وجہ سے اُن سے بغض رکھتا ہے، اور جو اُنہیں اذیت پہنچائے اُس نے مجھے تکلیف پہنچائی، اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اُس نے اللہ کو اَذیت دی، اور جو اللہ کو اَذیت دے گا تو عنقریب اللہ تعالیٰ اُس کی گرفت فرمائیں گے)

یہ روایت معنی کے استحضار کے ساتھ ہر مسلمان کو بار بار پڑھنی چاہئے؛ تاکہ صحابہ کی محبت دل کی گہرائیوں میں پیوست ہو، اور کسی بھی صحابی کے بارے میں دل میں کسی بدگمانی کا شائبہ بھی نہ رہے۔

اللہ تعالیٰ یہ محبت تازندگی قائم رکھیں، اور آخرت میں ہمارا اُنہی کے ساتھ حشر فرمائیں، اور اُن کے طریقوں پر چلنا آسان فرمائیں، آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا بلند مقام

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم:

لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ.

(صحيح البخاري رقم: ٣٦٧٣، صحيح مسلم رقم: ٢٥٤٠، سنن أبي داؤد رقم: ٤٦٥٨)

ترجمہ:- میرے ساتھیوں کو برا بھلا مت کہو؛ اِس لئے کہ تم میں سے کوئی شخص اگر احد پہاڑ کے برابر سونا بھی (اللہ کے راستے میں) خرچ کرے، تو وہ اُن ساتھیوں کے ایک مٹھی یا آدھا مٹھی کے (ثواب کے) برابر بھی نہ پہنچ پائے گا۔